Al-Qawārīr - Vol: 06, Issue: 02,
Jan – Mar 2025

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

گھریلو تشدد کی معاصر صورتحال اور ازدواجی زندگی کے استحکام کے لئے قرآنی تدابیر

Contemporary Situation of Domestic Violence and Quranic Strategies for the Stability of Marital Life

Dr. Syeda Maryam Shah
Researcher, Probe & Find Forum, Lahore, Pakistan
Asia Shabir Mensuri
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
Lahore College Women University. Lahore

ABSTRACT

Domestic violence is a rampant issue that threatens the stability of married life and disrupts family dynamics. It reveals in many forms, such as physical, emotional, and psychological abuse, frequently resulting in long-lasting effects for both partners and their children. Islam strongly deplores any form of oppression and provides a thorough framework to ensure justice, harmony, and mutual respect in marital relationships. This study examines the contemporary situations of domestic violence, its underlying causes, and its impact on family units. The Quran highlights the importance of patience, compassion, and fairness in resolving marital disputes, directing couples towards reconciliation rather than desolation. Almighty ordains وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ *reminding believers to uphold goodness and virtue even during challenging times. This divine guidance illustrates the Quranic perspective on conflict resolution, which encourages fair and just treatment of spouses while deterring aggression and mistreatment. This study investigates how the Quranic view of marital harmony differs from modern interferences addressing domestic violence. Utilizing a qualitative methodology, this study also draws on Quranic interpretation, Hadith literature, and modern scholarly insights to highlight effective strategies for ensuring marital stability and preventing domestic abuse within relations.*

Keywords: *Domestic violence, Marital stability, Quranic principles, Reconciliation, Conflict resolution*

تعارف موضوع

کسی بھی معاشرے میں گھر ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے، جس میں افراد کے درمیان تعلقات کا خوش گوار ہونا معاشرے کے عمومی رویوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی لیے ہمارے دین میں گھر کے اندر اس کے انتظام و انصرام کو چلانے کے لیے حقوق و فرائض کا ایک حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ نکاح کے ذریعے مرد اور عورت کے درمیان حقوق و فرائض کے اس بنیادی یونٹ کو مستحکم بنانے کے لیے ان کی ذمہ داریوں کو بڑی خوب صورتی کے ساتھ طے کر دیا گیا ہے۔ اگر اس میں کوئی ایک فریق اپنے دائرہ کار سے بڑھ کر دوسرے فریق کے دائرے میں مداخلت کرتا ہے یا دوسرے فریق کو فرائض کی ادائیگی کے لیے جبراً دباؤ ڈالتا ہے، تو اس صورت میں تشدد کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ گھریلو تشدد کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ مہذب دنیا کے تمام معاشروں میں مرد کا صنف نازک کو ایذا پہنچانا کسی نہ کسی صورت میں موجود رہا ہے۔ اس کی سب سے عام قسم عورت کو جسمانی سزا دینا ہے۔

گھریلو تشدد کی تعریف:

حقوق نسواں کے علم بردار "گھریلو تشدد" (Domestic Violence) کے خلاف وقتاً فوقتاً آوازیں بلند کرتے رہتے ہیں۔ گھریلو تشدد ان کے نزدیک کیا ہے؟ اس کی تعریف امریکہ کے ایک سرکاری ادارے U.S. Office on Violence against Women نے یوں کی ہے:

> "Pattern of abusive behavior in any relationship that is used by one partner to gain or maintain power and control over another intimate partner" [1]
>
> دو قریبی افراد (مرد و عورت) جو کسی بھی رشتہ میں منسلک ہوں، ان میں سے ایک کی جانب سے بدسلوکی کا رویّہ جو وہ دوسرے کے مقابلے میں طاقت اور اس پر کنٹرول حاصل کرنے یا برقرار رکھنے کے لیے ظاہر کرے۔

الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ یہی تعریف برطانیہ کے ایک سرکاری ادارے The Children and Family Court Advisory and Support Service کی دستاویز Domestic Violence Assessment Policy میں بھی ملتی ہے۔[2]

اس تعریف کا اطلاق یوں تو ایک ساتھ رہنے والے کسی بھی مرد و عورت پر ہو سکتا ہے، خواہ ان کے درمیان کوئی بھی رشتہ ہو، لیکن اس سے مراد وہ مرد و عورت لیے جاتے ہیں جو رشتہ ازواج میں منسلک ہو کر یا اس کے بغیر بطور میاں بیوی زندگی گزار رہے ہوں۔ گھریلو تشدد کے زمرے میں ہر وہ بدسلوکی شامل ہے، جو کہ گھر اور خاندان میں کی جائے۔ مثال کے طور پر، خاوند کا بیوی پر ظلم، یا چچا، تایا، ماموں، خالو یا پھوپھا کا بھانجی یا بھتیجی پر ظلم یا ساس کا بہو پر ظلم، یہ سب گھریلو تشدد ہیں۔[3]

گھریلو تشدد کے متعلق ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں:

> گھریلو تشدد ان حربوں کا نام ہے، جن کے ذریعے ایک شخص کسی دوسرے پر جبراً اپنی اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش کرے اور اس کے ساتھ بدسلوکی کرے۔ یہ تشدد جسمانی اور نفسیاتی بھی ہو سکتا ہے اور جنسی بھی۔[4]

معاشرتی لحاظ سے دیکھا جائے تو گھریلو تشدد صرف ہمارے ملک میں یا صرف مسلمان آبادی کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ کوئی بھی ملک اس سے محفوظ نہیں ہے۔ یہ تمام معاشروں اور طبقات میں موجود ہے۔ ۱۹۹۹ء میں ۳۵ ممالک میں کروائے گئے سروے سے واضح ہوا تھا کہ ۵۲ فیصد عورتیں زندگی میں کبھی نہ کبھی اپنے شوہر یا جن کے ساتھ وہ بیویوں کی حیثیت سے رہتی ہیں، کی جانب سے تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو دنیا کی ایک تہائی عورتیں گھریلو تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔

World Bank کی ایک رپورٹ کے مطابق عورتوں کے اسباب موت میں گھریلو تشدد کو کینسر کی طرح خطرناک قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح World Health Organization کی ایک رپورٹ بتاتی ہے کہ پوری دنیا میں مقتول ہونے والی عورتوں میں سے چالیس فیصد ایسی ہوتی ہیں جن کے قتل کرنے والے انکے شوہر یا بوائے فرینڈ ہوتے ہیں۔[5]

خواتین میں تشدد کے خلاف آواز نہ بلند کرنے کی وجہ:

دیکھا گیا ہے کہ عموماً عورت ہی گھریلو تشدد کا شکار ہوتی ہے۔ اور اس کا طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ اس بدسلوکی کو چھپانے کی بھرپور کوشش کرتی ہے۔ یا تو وہ اس واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کا یکسر انکار کر دیتی ہے یا اس کی کوئی اور توجیہ تلاش کر لیتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں عورت یہ رویہ اس لیے اختیار کیے رکھتی ہے کیونکہ وہ ہمیشہ اس خیال کے زیر اثر ہوتی ہے کہ زبان کھولنے کی صورت میں تشدد کرنے والے سے اس کا رشتہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا، اور ممکنہ صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شکایت کی صورت میں عورت کو اس کے بچوں سمیت گھر سے نکالے جانے پر دربدر کی ٹھوکریں کھانا پڑیں۔ چنانچہ خاندانی اقدار کی پاسداری اور اپنے رشتہ کے تحفظ کی خاطر عورت تشدد سہہ کر اپنی زبان کو بند رکھنے کو ہی ترجیح دیتی ہے۔

دور حاضر میں جہاں عورتوں کے حقوق سے متعلق بین الاقوامی سطح کے بڑے بڑے فورمز پر بحثیں چھیڑی جا رہی ہیں اور گزشتہ چند دہائیوں سے تحفظ نسواں کے حق میں سفارشات اور بل منظور کیے جا رہے ہیں، وہاں عورتوں میں جرأت و شعور آ گیا ہے، لیکن مجموعی رجحان آج بھی یہ ہے کہ عورتیں تب تک گھریلو تشدد کی شکایت نہیں کرتیں، جب تک حالات بالکل ہی نہ بگڑ جائیں۔ آج بھی ایک عورت اوسطاً ۳۴ بار تشدد کی اذیت سہنے کے بعد کہیں جا کر پہلی دفعہ شکایت کرتی ہے۔[6]

گھریلو تشدد کی نوعیت:

گھریلو تشدد اس طرز عمل کو کہتے ہیں جو مسلسل کسی شخص کے خلاف اس لیے روا رکھا جائے کہ اس کی حرکات و سکنات اور قوت ارادی کو قابو میں لایا جا سکے۔ جسمانی، ذہنی اور جنسی تشدد اسی طرز عمل کی مثالیں ہیں۔

گھریلو تشدد کے حربوں میں چیخنا چلانا، گالیاں دینا، مارپیٹ کرنا، ٹھوکریں مارنا، دھکے دینا، کسی ہتھیار سے مارنا، کاٹنا، گلا گھونٹنا، تھپڑ مارنا، ڈرانا دھمکانا اور ہراساں کرنا، جان لینے کی دھمکی دینا، کسی کے جذبات اور احساسات کو مجروح کرنا، کسی کو نیچا دکھانا، کسی کے ماں باپ یا بزرگوں کی بے عزتی کرنا، کسی کو سرعام بے عزت کرنا، جنسی تشدد، جبر واکراہ، زور زبردستی سے کام لینا، جنسی حملہ اور زنا بالجبر کا ارتکاب شامل ہیں۔[7]

گھریلو تشدد کے اسباب ووجوہات:

ہمارے معاشرے میں بہت سے ایسے عوامل کار فرما ہوسکتے ہیں جن کی وجہ سے ایک عورت ظلم وزیادتی اور اپنے افراد خانہ کے زدوکوب کا نشانہ بنتی ہے۔ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔معاشرے میں عورت کا مرد کے مقابلے میں کمتر مقام ومرتبہ۔

۲۔مرد کی ذات پر عورت کا انحصار۔

۳۔خاندان یا عزیز واقارب کی حمایت کا فقدان۔

۴۔معاملات زندگی اور امور خانہ میں ناپختہ کاری۔

۵۔مرد میں عورت سے حسد اور اس کے جذبات واحساسات، حرکات وسکنات پر قابض ومتصرف ہونے کا جذبہ۔

ان تمام وجوہ کی بناء پر عورت اپنے بہت سے حقوق سے محروم رہ جاتی ہے اور معاشرتی عدم تحفظ کا شکار ہوتی ہے لیکن پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء میں مرد وعورت کو مساوی حقوق دیئے گئے ہیں۔(آئین پاکستان ۱۹۷۳ء، بنیادی حقوق) ملکی قانون کے تحت کسی کو زدوکوب
کرنا، مارنا یا زخمی کرنا جرم ہے۔جس پر پولیس مقدمہ درج کر کے ملزم کو عدالت سے سزا دلوا سکتی ہے۔[8]

پاکستانی رسم ورواج:

ہمارے پاکستانی معاشرے مین عورتوں کو گالی گلوچ کرنا اور ان پر نفسیاتی دباؤ ڈالنا ایک عام سی بات ہے۔خواتین کی مارپیٹ ہوتی ہے، ان خاندانی جھگڑوں میں کوئی دخل نہیں دیتا، گھریلو تشدد کو لوگوں کا ذاتی معاملہ تصور کیا جاتا ہے۔اور اگر بیوی رشتہ داروں سے شوہر کے رویّہ کی شکایت کرے تو اسے صبر وتحمل کی تلقین کی جاتی ہے۔

گھریلو تشدد کی صورت مختلف حالات میں مختلف ہوسکتی ہے۔کسی عورت پر ہونے والے تشدد کی مختلف صورتوں کا انحصار اس عورت کی اپنی عمر اور طبقے، اس کے والدین اور بھائیوں کی سماجی حیثیت اور اس کے شوہر کے طبقے پر ہوتا ہے۔عام طور پر تعلیم یافتہ طبقے کی عورتوں کو زیادہ نفسیاتی اور جذباتی تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جب کہ جاگیردارانہ، قبائلی اور نچلے طبقوں کی عورتوں کو جسمانی تشدد سے زیادہ گزرنا پڑتا ہے۔[9]

پاکستان کے تمام صوبوں میں زیادہ تر عورتوں پر تشدد کیا جاتا ہے۔فرق صرف اس کی نوعیت، شدت اور وجوہات میں ہو سکتا ہے۔اور معاشرتی رویے اس سلسلے میں کافی پیچیدہ ہیں۔مثلاً پختون معاشرے میں ایک واضح تضاد ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے

خاندان کی عورتوں کے ساتھ گالی گلوچ کرے تو اسے بے غیرت کہا جاتا ہے لیکن وہی شخص کھلم کھلا اپنی بیوی کا خیال کرتا نظر آئے یا اس کے لیے نرم دلی کا اظہار کرے تو عزیز و اقارب اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اگر دیور یا جیٹھ کو غصہ آئے تو بھابی کو مارتا ہے، اگر سسر کو غصہ آئے تو وہ بہو پر ظلم کرتا ہے۔ شوہر، باپ یا بھائی منہ سے ایک بھی لفظ نہیں نکالتے۔ اگر شوہر بیوی کی حمایت میں بولے تو اسے "پنجو" کہا جاتا ہے یعنی اپنی بیوی کا غلام[10]

گھریلو تشدد کی عالمی صورت حال:

سماجی طور پر دیکھیں تو موجودہ دنیا کا ایک اہم ترین مسئلہ "گھریلو تشدد" ہے۔ کوئی بھی ملک اس سے محفوظ نہیں ہے۔ یہ تمام معاشروں، نسلوں اور طبقات میں عام ہے۔ ۱۹۹۹ء میں ۳۵ ممالک میں کروائے گئے سروے سے یہ بات واضح ہوئی تھی کہ ۵۲ فیصد عورتیں زندگی میں کبھی نہ کبھی اپنے intimate partner (یعنی شوہر یا جن کے ساتھ وہ بیویوں کی حیثیت سے رہتی ہیں) کی جانب سے تشدد کا شکار ہوتی تھیں۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو دنیا کی ایک تہائی عورتیں گھریلو تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔ World Health Organization ایک رپورٹ بتاتی ہے کہ پوری دنیا میں مقتول ہونے والی عورتوں میں سے چالیس فیصد ایسی ہوتی ہیں جن کے قتل کرنے والے ان کے شوہر یا بوائے فرینڈ ہوتے ہیں۔ اس مظہر پر اقوام متحدہ کے ایک نمائندہ یاکن ارٹرک اپنی ایک رپورٹ Special rapport on violence against women میں یوں روشنی ڈالتے ہیں:

> "Violence against women is a universal phenomenon that persist in all countries of the world, , and the perpetrators of that violence are often well known to their victims" [11]
>
> عورتوں کے خلاف تشدد ایک عالمی مظہر ہے، جو دنیا کے تمام ممالک میں پایا جاتا ہے۔ اس تشدد کا ارتکاب کرنے والے عام طور سے ان مظلومین کے نزدیک معروف ہوتے ہیں۔

گھریلو تشدد کی عالمی صورت حال کا جائزہ، گھریلو تشدد سے متعلق اعداد و شمار:

گھریلو تشدد کی عالمی صورت حال کا جائزہ لینے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ تشدد دراصل ایک پوشیدہ جرم ہے اور یہ بات حقیقت ہے کہ گھریلو تشدد کے پیش آنے والے اکثر واقعات کو منظر عام پر لانے کی بجائے پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔ تشدد کے ان واقعات کو تشدد کرنے والے اور تشدد سہنے والے دونوں ذرائع گھریلو سے خفیہ رکھا جاتا ہے۔ اس صورت حال میں اعداد و شمار ہمیں قانون نافذ کرنے والے اداروں سے ملتے ہیں لیکن یہ حقیقت بھی واضح رہنی چاہیے کہ تشدد زدہ افراد کی بیشتر تعداد قانون کا سہارا لینے سے گریز کرتی ہے، تو یقینی طور پر یہ کبھی بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تشدد زدگان سے متعلق مستند اور حتمی اعداد و شمار ہیں۔

۱۹۹۷ء میں اقوام متحدہ نے عورتوں کے خلاف تشدد کے سلسلے میں دنیا کے دس ممالک کا سروے کرایا گیا۔ اس سروے کی

رپورٹ The WHO Multi-country Study on Women's Health and Domestic Violence against Women کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ اس رپورٹ میں عالمی سطح پر عورتوں کے خلاف گھریلو تشدد کو نمایاں کر کے پیش کیا گیا ہے۔ اس WHO Multi-country Violence against Women کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

اس سروے کا مقصد یہ جائزہ لینا تھا کہ عورتوں پر ان کے intimate partner جانب سے کتنا تشدد ہوتا ہے اور اس کا ان کی صحت پر کیا اثر پڑتا ہے؟ سروے میں جن ممالک کو شامل کیا گیا ان کے نام یہ ہیں: (۱) بنگلادیش (۲) برازیل (۳) ایتھوپیا (۴) جاپان (۵) نامیبیا (۶) پیرو (۷) سربیا و مونٹے نیگرو (۸) سموا (۹) تھائی لینڈ (۱۰) تنزانیا۔ سروے کے لیے ان ہی ممالک کو کیوں چنا گیا؟ اس کی وجہ یہ رپورٹ بتاتی ہے کہ وہاں عورتوں کے خلاف تشدد کے اعداد و شمار پہلے موجود نہیں تھے اور مقامی طور پر وہاں ایسے تشدد مخالف گروپ (اینٹی وائیلنس گروپ) سرگرم تھے جو یہ اعداد و شمار صورت حال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کے لیے استعمال کر سکتے تھے، نیز وہاں ایسا سیاسی ماحول بھی پایا جاتا تھا جو اس مسئلہ سے خوب نمٹ سکتا تھا۔

ان دس ممالک کے پندرہ مقامات پر چوبیس ہزار عورتوں سے تشدد کی مختلف صورتوں (جسمانی، جنسی، نفسیاتی وغیرہ) سے متعلق سوالات کیے گئے۔ اس کے نتیجے میں یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ گھریلو تشدد وسیع پیمانے پر تمام ممالک میں ہو رہا ہے۔ اس کا تناسب سب سے کم (۱۵ فیصد) جاپان میں اور سب سے زیادہ (۷۱ فیصد) بنگلا دیش، ایتھوپیا، پیرو اور تنزانیا میں ہے۔ زیادہ تر علاقوں میں تشدد کا تناسب ۲۹ سے ۶۲ فیصد کے درمیان تھا۔ جسمانی تشدد میں تھپڑ مارنا، ڈنڈے سے پٹائی کرنا، گھونسہ مارنا، کسی ہتھیار سے زخمی کر دینا، جنسی تشدد میں عورت کی مرضی کے خلاف اسے خوف زدہ کر کے جنسی تعلق قائم کرنا تذلیل و تحقیر کرنا شامل ہے۔ سروے میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ ۱۵ سے ۱۹ سال کی خواتین جسمانی اور جنسی تشدد کا زیادہ شکار ہوتی ہیں۔ اور اس تشدد کی وجہ سے بہت سی عورتیں خودکشی کا بھی ارادہ کرتی ہیں۔ اس سروے کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے رپورٹر Yakin Erturk کے الفاظ یہ ہیں:

> "This study challenges the perception that home in a safe haven for women by showing that women are more at risk of experiencing violence in intimate relationship than where else."[12]
>
> یہ مطالعہ اس گمان کو چیلنج کرتا ہے کہ گھر عورتوں کے لیے محفوظ پناہ گاہ ہے۔ اس لیے کہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے دوسروں کی بہ نسبت اپنے قریب ترین رشتہ داروں کی جانب سے تشدد کا زیادہ خطرہ رہتا ہے۔

یہ معاملہ کسی چند ایک ممالک کا نہیں ہے، بلکہ دنیا کے تمام ممالک اس صورت حال میں مبتلا ہیں۔ وہ قومیں بھی جن کے افراد تہذیبی طور پر زیادہ باشعور نہیں ہیں اور وہ قومیں بھی تہذیب و تمدن کی بلندیوں پر ہیں۔ عورتیں ہر جگہ اپنے قریبی ساتھی سے تشدد کا شکار ہیں۔

۱۹۹۲ء کی ایک رپورٹ کے مطابق انگلینڈ میں گھریلو تشدد کا شکار ہونے والی عورتوں کا تناسب ۲۵ فیصد تھا۔ [13]
ماضی قریب کی ایک رپورٹ کے مطابق انگلینڈ اور Wales میں ہر ہفتہ دو عورتیں موجودہ یا سابق Male Partner کے ذریعے ہلاک کر دی جاتی ہیں۔ اور ہر منٹ میں گھریلو تشدد کا ایک کیس رپورٹ کیا جاتا ہے۔ [14]
اسکاٹ لینڈ میں ۲۰۰۶ سے ۲۰۰۷ کے درمیان گھریلو تشدد کے تقریبا ۴۹ ہزار کیس ریکارڈ کیے گئے۔ ان میں سے ۸۷ فیصد کیس ایسے
تھے جن میں عورتیں ظلم و تشدد کا شکار بنی تھیں اور ان میں بھی ۹۰ فیصد واقعات متاثرہ عورتوں کے گھر میں پیش آئے تھے۔ [15]
پوری دنیا میں تشدد کے جتنے واقعات رپورٹ ہوتے ہیں، ان میں سے ایک تہائی تعداد امریکہ اور برطانیہ کی ہوتی ہے۔ ۲۰۰۰ء میں کیے گئے ایک سروے کے مطابق امریکہ میں ہر سال تقریبا ۱۳ لاکھ عورتیں اپنے قریبی رفقاء کے ذریعے جسمانی تشدد اور ایذا رسانی کا شکار ہوتی ہیں۔ [16]
Department of Justice,U.S. کے مطابق ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۲ء کے درمیان تشدد کے ۳۵ لاکھ واقعات رپورٹ ہوئے۔ ان میں سے ۴۹ فیصد واقعات زوجین کی خلاف تشدد کے تھے اور ان میں بھی ۸۴ فیصد تعداد عورتوں پر تشدد کی تھی۔ [17]
۲۰۰۲ء میں WHO کی ایک رپوٹ کے مطابق آسٹریلیا، کینیڈا، اسرائیل، جنوبی افریقہ اور امریکہ میں کیے گئے مطالعات سے معلوم ہوا کہ مقتول عورتوں کی ۴۰ فیصد سے ۷۰ فیصد تعداد ان عورتوں کی تھی جو اپنے intimate partner کے ذریعے قتل ہوئیں۔ [18]
UN Population Fund کی ایک رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں ۷۰ فیصد شادی شدہ عورتیں ۱۵ سے ۵۴ سال کی عمر میں گھریلو تشدد کا شکار بنتی ہیں۔ [19]
وزارت امور خواتین کے تحت کیے گئے خواتین کے ایک غیر رسمی سروے کے مطالعے کے مطابق پاکستان میں کم از کم ۸۰ فیصد خواتین گھریلو تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔ [20]
سال 2024ء میں سماجی تنظیم کی ایک رپورٹ کے مطابق 2238 کیس رپورٹ ہوئے۔ [21]
پاکستان میں خواتین کی مجموعی تعداد کے لحاظ سے یہ شرح زیادہ نہیں ہے لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ یہ صرف وہ کیسز ہیں جو رپورٹ ہوئے ہیں۔ جو مقدمات یا معاملات کسی بھی درجے میں رپورٹ نہیں ہوئے ان کی تعداد کئی گنا زیادہ ہے۔

گھریلو تشدد کے تدارک کے لیے عالمی کوششیں :

گزشتہ صدی کی آخری دہائیوں میں فیمنزم تحریکات کی جانب سے عورتوں کے خلاف گھریلو تشدد کے مسئلہ پر خصوصی توجہ دی گئی اور اسے عالمی مسئلہ کی حیثیت سے سامنے لایا گیا۔ اور اس سے متعلق مختلف قراردادیں منظور کی گئیں۔
اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۹۷۵ء کو عورتوں کا عالمی سال قرار دیا اور میکسیکو میں پہلی خواتین کی عالمی کانفرنس منعقد کی۔ اس کانفرنس کے منعقد ہوتے ہی عورت کے لیے مساوات، ترقی اور امن کے خوش نما نعروں میں دستاویزات تیار ہونا شروع ہو

گئیں۔ ۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۵ء تک کی دہائی کو اقوام متحدہ کی عورت کے لیے خصوصی دہائی کے طور پر منایا گیا۔ [22]

۱۹۸۰ء کو ڈنمارک کے شہر کوپن ہیگن میں عورتوں کی عالمی کانفرنس منعقد کی گئی اور اس میں مساوات کے نعرے کو زیادہ بامعنی بنانے کی کوشش کی گئی کہ عورت ہر لحاظ سے مرد کے برابر ہے۔ ۱۹۸۵ء میں کینیا کے شہر نیروبی میں تیسری دفعہ عورتیں اکٹھی ہوئیں اور انہوں نے مساوات اور ترقی کی راہوں پر چلنے کے عزم کا اعادہ کیا۔ نیروبی میں آگے بڑھنے کی حکمت عملی اپنائی گئی اور ہر ۵ سال بعد عورتوں کی عالمی کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا گیا۔ اس کو این۔ ایف۔ ایل۔ ایس کا عنوان دیا گیا یعنی (نیروبی فارورڈ لوکنگ سٹریٹیجیز) اسے اقوام متحدہ میں عورتوں کے لیے ایک تاریخی موڑ کا نام دیا گیا۔ [23]

۱۹۹۰ء میں اسی دستاویز کو مزید حکمت عملیوں سے مزین کیا گیا اور ۱۹۹۵ء میں چوتھی عالمی کانفرنس کے انعقاد کی تیاریوں کو شروع کیا گیا۔ [24]

۱۹۹۲ء میں (یو این آن دی سٹیٹس آف ویمن) نے ایک اسپیشل ورکنگ گروپ بنایا اور اسے اختیار دیا کہ وہ 'عورتوں کے خلاف تشدد پر اعلامیہ' (ڈیکلیریشن اون وائیلنس انگینسٹ ویمن) کا ایک ڈرافٹ تیار کرے۔ [25]

۱۹۹۳ء میں یو این کمیشن فار ہیومن رائٹ نے ایک قرارداد منظور کی، جس میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور تشدد کی تمام شکلوں، خاص طور پر خواتین کے خلاف تشدد کی مذمت کی گئی تھی۔ اسی سال ویانا میں حقوق انسانی پر بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں عورتوں کے خلاف تشدد کا خاتمہ کرنے کے لیے جامع منصوبہ بندی کی گئی۔ اس موقع پر ایک اعلامیہ منظور کیا گیا جسے 'عورتوں کے خلاف تشدد کا اعلامیہ' (ڈیکلیریشن اون دی ایلیمینیشن آف وائیلنس اگینسٹ ویمن) کا نام دیا گیا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ اقوام متحدہ اور اس کے ممبر ممالک پبلک لائف اور پرائیویٹ لائف دونوں سے عورتوں کے خلاف تشدد، جنسی ایذا رسانی اور نظام عدل میں صنفی تفریق کے خاتمہ کے لیے کام کریں گے۔ یہ اعلامیہ بین الاقوامی سطح پر حقوق انسانی کی پہلی دستاویز تھا جس میں گھریلو تشدد کو موضوع بنایا گیا تھا۔ ۱۹۹۴ء میں یو این کمیشن فار ہیومین رائٹ نے ایک قرارداد منظور کی کہ ایک اسپیشل (ریپورچر) کا تقرر کیا جائے جو گھریلو تشدد کے اسباب و عواقب کا جائزہ لے اور تشدد کو روکنے کی تدابیر بتائے۔ ۱۹۹۵ء میں بیجنگ (چین) میں (فورتھ ورلڈ کانفرنس اون ویمن) منعقد ہوئی۔ اس موقع پر تشدد روکنے کے لیے (پلیٹ فام فار ایکشن) تجویز کیا گیا۔ ۱۹۹۶ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے (یو این ٹرسٹ فنڈ) قائم کیا۔ جس کا مقصد عورتوں کے خلاف تشدد روکنے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کرنا تھا۔ [26]

گھریلو تشدد پر قابو پانے کے لیے کی گئی عالمی کوششوں کے باوجود حالات کو مکمل طور پر موافق نہیں بنایا جا سکا، صورت حال کی سنگینی کا اندازہ ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو پیش کی گئی اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی ایک رپورٹ سے لگایا جا سکتا ہے:

> "Despite efforts by government and campaigns carried out by international organization, violence against women continued on a wide scale in both developed and developing countries"[27]

حکومتوں کی کوششوں اور بین الاقوامی تنظیموں کی مہمات کے باوجود عورتوں کے خلاف تشدد ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں طرح کے ملکوں میں بڑے پیمانے پر برابر جاری ہے۔

UNO کے حالیہ اجلاس جسے The Post 2015 Development Agenda کا نام دیا گیا۔ اس اجلاس میں بھی ممبر ممالک کی تشدد کے خلاف حالیہ کاوشوں کا جائزہ لیا گیا۔ اور خواتین کے خلاف تشدد کے لیے نئے اہداف مقرر کیے گئے ہیں۔[28]

گھریلو تشدد کو روکنے کے لیے اسلام کی حکمت عملی:

دین اسلام نے عائلی زندگی سے متعلق جو ہدایات و تعلیمات دی ہیں اگر ان پر عمل کیا جائے تو ایک گھر جنت سے کم نہیں ہوتا، جہاں افراد خانہ خوشگوار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نہ کسی کو اپنی حق تلفی کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی کسی کو بے جا تشدد کا موقع ملتا ہے۔ اسلام زوجین میں تشدد کا رویہ نہیں بلکہ محبت و مودت کا قائل ہے۔ اور نظام خاندان میں زوجین کو ایک دوسرے کے لیے باعث سکون قرار دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾ [29]

"اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ اُن کی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔"

اسی طرح اسلام نے مرد و عورت کو مساوی حقوق عطا کیے اگرچہ کہ ان کے دائرہ کار الگ الگ ہیں لیکن حقوق کی تقسیم منصفانہ کی گئی۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ [30]

"اور عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔"

زوجین کے مساوی حقوق کی وضاحت کے ساتھ اسلام نے مرد پر یہ ذمہ داری بھی عائد کی کہ وہ اپنے خاندان کی سربراہی کرے۔ اس ذمہ داری کے لیے قرآن نے "قوام" (النساء ۴: ۳۴) یعنی سربراہ کا لفظ استعمال کیا، ساتھ ہی عورتوں کو پابند کیا کہ وہ اپنے شوہروں کی وفا شعار رہیں۔ اللہ ربّ العزت کا ارشاد ہے: ﴿فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ﴾ [31]

"پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور اپنے شوہروں کی غیر موجودگی میں اللہ کی حفاظت و نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔"

مرد و زن دونوں کے لیے ہدایات ساتھ ہی ساتھ اسلام میں بیان ہوتی چلی جاتی ہیں۔ عورتوں کو اطاعت شعاری کا پابند بنایا گیا تو ساتھ ہی عورتوں سے حسن سلوک کے بارے میں مردوں کو حکم دیا گیا کہ:

﴿ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ [32]

"ان کے ساتھ بھلے طریقہ سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو، مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔"

اسلام نے بیویوں سے نفرت نہ کرنے اور صرف ان سے اچھا سلوک کرنے سے متعلق ہدایات ہی نہیں دیں بلکہ واضح و صریح احکام کے ذریعے مردوں پر ان کے مساوی حقوق بھی واضح کیے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیویوں کے حقوق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اس کو کھانے کی ضرورت ہو تو کھانے کو دینا پہننے کی ضرورت ہو تو پہننے کو دینا۔ چہرہ پر نہ مارنا۔ اس کو گالیاں نہ دینا اور سوائے گھر (یعنی کسی محفوظ جگہ) کے کہیں اس کو تنہا نہ چھوڑ بیٹھنا۔[33]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نہ صرف عورت پر ظلم و ستم، مار پیٹ کی مذمت کرتا ہے بلکہ ہر وہ نفسیاتی حربہ جو اسے ذہنی اور روحانی اذیت سے دوچار کرے اس کا بھی انسداد کرتا ہے ناراضگی کی حالت میں بھی اس سے غافل ہونے، اسے تنہا اور غیر محفوظ چھوڑنے سے روکتا ہے۔

صنف نازک پر تشدد نہ کرنے سے متعلق ہدایات:

اسلام عورت کو صنف نازک قرار دیتے ہوئے بہت سے معاملات میں مردوں کی بہ نسبت سہولت اور یسر کے پہلو کو مد نظر رکھتا ہے۔ ان نازک آبگینوں کو چادر اور چار دیواری کا تحفظ دیتے ہوئے زمانے کے سرد و گرم، مصائب و آلام سے محفوظ رکھتا ہے۔ مردوں کو ان کا کفیل اور محافظ بنا کر زندگی کی پریشانیوں اور فکروں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ مردوں کو ان کے معاملے میں نرمی، وسعت قلبی اور درگزر کا رویہ اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو نازک آبگینہ قرار دیا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کچھ بیویوں کے پاس تشریف لائے اور ان (بیویوں) کے ساتھ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے انجشہ! شیشوں کو آہستہ لے کر چلو۔[34]

جس دین نے عورت کے ساتھ اس قدر نرمی اور نزاکت کا معاملہ کرنے کا حکم دیا ہو وہ عورت پر ظلم و ستم اور تشدد کو کیسے پسند کر سکتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن زمعہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ."[35]

تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارے جس طرح غلام کو مارتا ہے، کیوں کہ پھر دن گزرنے کے بعد اس کے ساتھ شب باشی کرے گا۔

حضرت لقیط بن صبرہؓ بیان کرتے ہیں: ایک موقع پر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی کی زبان ٹھیک نہیں ہے، یعنی وہ بد زبان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے طلاق دے دو۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کافی عرصہ میرے ساتھ گزار چکی ہے اور اس سے میرے بچے بھی ہیں۔ فرمایا: اسے سمجھاؤ بجھاؤ، اگر اس میں کچھ بھی خیر ہو گا تو وہ تمہاری مرضی کے کام کرنے لگے گی، اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارو جس طرح تم اپنی لونڈی کو مارتے ہو۔ "لا تضربنّ ظعينتک ضربک أميّتک."[36]

ان احادیث مبارکہ میں بیوی پر تشدد کرنا ایک ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی مدّ نظر رہنی چاہیے کہ اگر عورت اپنے شوہر کی نافرمانی کرنے لگے اور سرکشی پر آمادہ ہو تو اس صورت حال میں اسلام نے اجازت دی ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو معمولی نوعیت کی نفسیاتی یا جسمانی سزا دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ۖ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا﴾ [37]

"اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انھیں سمجھاؤ، خواب گاہوں میں ان سے علیٰحدہ رہو اور مارو۔ پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کے لیے بہانے تلاش نہ کرو۔ یقین رکھو کہ اللہ موجود ہے جو بڑا بالا تر ہے"۔

نشوز کا معنیٰ:

نشوز کا لغوی معنیٰ بلندی یا ارتفاع، اٹھان اور ابھار کے ہیں۔ خصوصاً جب کسی چیز میں یہ اٹھان تحرک اور ہیجان کا نتیجہ ہو۔[38] اونچی جگہ کو نشز اسی مناسبت سے کہتے ہیں۔[39] عورت کے نشوز کا معنی خاوند سے بغض رکھنا اور اس کی اطاعت سے اپنے آپ کو اونچا سمجھنا ہے۔[40] حضرت عبداللہ بن عباس (رض) سے مروی ہے۔ نشز یہ ہے کہ خاوند کے حقوق کی ادائیگی میں تخفیف کا مطالبہ کرے اور خاوند کی بات نہ مانے۔[41]

سید قطب شہید لکھتے ہیں:

ناشزات کے معنی یہ ہیں کہ کوئی "نشز" پر کھڑا ہو' یعنی اونچے مقام پر جو ہر طرف سے نظر آتا ہو) اس لفظ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے نفسیاتی صورت حال کی حسی تعبیر کی ہے۔ ناشز دراصل اپنی نافرمانی کو جائز سمجھتا ہے' علی الاعلان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے' اور سرکشی اختیار کرتا ہے۔[42]

جاوید احمد غامدی نشوز کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اصل میں 'نُشُوز' کا لفظ آیا ہے۔ اس کے معنی سر اٹھانے کے ہیں، مگر اس کا زیادہ استعمال اس سرکشی اور شوریدہ سری کے لیے ہوتا ہے جو کسی عورت سے اس کے شوہر کے مقابل میں ظاہر ہو۔ یہ لفظ عورت کی ہر کوتاہی، غفلت یا بے پروائی یا اپنے ذوق اور رائے اور اپنی شخصیت کے اظہار کی فطری خواہش کے لیے نہیں بولا جاتا، بلکہ اس رویے کے لیے بولا جاتا ہے، جب وہ شوہر کی قوامیت کو چیلنج کر کے گھر کے نظام کو بالکل تلپٹ کر دینے پر آمادہ نظر آتی ہے۔[43]

نشوز کی صورتیں

اس آیت مبارکہ میں جس نشوز کا ذکر کیا گیا ہے وہ حدیث مبارکہ کے مطابق کھلی بے حیائی اور زنا ہے جس کے لیے مارنے کی اجازت دی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا' خبردار ! عورتوں کے متعلق نیک سلوک کی وصیت قبول کرو۔ وہ تمہارے پاس صرف تمہارے لیے مخصوص ہیں۔ اس کے سوا تم ان کے کچھ بھی مالک نہیں، بجز اس کے کہ وہ کھلی بے حیائی کریں اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں بستروں میں علیحدہ کر سکتے ہو اور اس طرح مار سکتے ہو کہ انہیں چوٹ نہ آئے۔[44]

خلوص، وفا اور ایمانداری خاندانی زندگی کی بنیادی اساس ہے۔ ہر مہذب معاشرے میں ان اخلاقی اقدار کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس رویے کو اس پاکیزہ بندھن کے تقدس کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں بھی ایسے رویے کو لے کر تادیب کا حکم دیا گیا ہے۔ علماء کرام نے نشوز کی اور بھی صورتیں بیان کی ہیں۔ شیخ رشید رضا لکھتے ہیں:

> نشوز کا اطلاق ہر اس نافرمانی پر ہو گا جس کا سبب عورت کا خود کو بڑا سمجھنا اور شوہر کے حکم سے سرتابی کرنا ہو۔[45] مثلاً عورت اپنے خاوند کو اپنا ہمسر یا اپنے سے کمتر سمجھتی ہو یا اس کی سربراہی کو اپنے لیے توہین سمجھ کر اسے تسلیم نہ کرتی ہو۔ اس کی اطاعت کے بجائے اس سے کج بحثی کرتی ہو۔ خندہ پیشانی سے پیش آنے کی بجائے بد خلقی سے پیش آتی ہو اور سرکشی پر اتر آتی ہو۔ بات بات پر ضد اور ہٹ دھرمی دکھاتی ہو یا مرد پر ناجائز قسم کے اتہامات لگاتی ہو۔ یہ باتیں نشوز کے معنیٰ میں داخل ہیں۔[46]

نشوز کا معنی کرتے ہوئے جدید مفکرین لکھتے ہیں کہ نشوز کا لفظ قرآن میں مرد اور عورت دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اس لیے اس آیت میں نشوز کو صرف عورت کے لیے خاص کرنا زیادتی ہے اور خصوصا اس کو بیوی کی نافرمانی کے لیے استعمال کرنا زیادتی پر زیادتی ہے۔ "اس کا مطلب بیوی کی نافرمانی نکالنا انتہائی غلط ہے بلکہ اس کا اصل مقصد شادی شدہ جوڑے میں چپقلش سے لینا زیادہ درست ہو گا۔"[47] عورت کا نشوز زبان سے بھی ہو سکتا ہے اور عمل سے بھی اکثر فقہاء نے شرعی نشوز کی چند صورتیں بیان کی ہیں: مثال کے طور پر شوہر کی جنسی خواہش پوری کرنے سے انکار کر دینا، گھر سے بغیر کسی ضرورت کے نکلنا، شوہر کے کہنے کے باوجود زیب و زینت اختیار نہ کرنا، دینی فرائض سے غفلت برتنا وغیرہ۔

علامہ آلوسی بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

> چار اسباب سے شوہر اپنی بیوی کو مار سکتا ہے، بیوی اپنے شوہر کے لیے زینت نہ کرے (اچھا لباس نہ پہنے اور خود کو صاف ستھرا نہ رکھے) شوہر اسے بستر پہ بلائے اور وہ نہ آئے شوہر اسے نماز کا حکم دے اور وہ نہ پڑھے اور وہ بلا عذر شرعی گھر سے باہر نکلے۔[48]

تادیب کے مراتب

آیت مبارکہ میں نشوز کی صورت میں تادیب کے تین مراتب بیان کیے ہیں۔

۱۔ فَعِظُوْهُنَّ (ان کو (زبانی) نصیحت کرو) یعنی اللہ تعالیٰ کی سزا سے ان کو ڈراؤ۔ العظہ، وعظ اس نرم کلام کو کہتے ہیں۔ جو سخت دلوں کو نرمادے اور نفرت والی طبائع کو جھکادے۔

۲۔ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ (تم ان کی خوابگاہوں میں علیحدگی اختیار کرو) یعنی اپنے لحاف میں مت داخل کرو۔ یہ ترک جماع سے کنایہ ہے۔ یا بستر میں منہ اس سے پھیر لے۔ کیونکہ فی المضاجع فرمایا عن المضاجع نہیں فرمایا۔

۳۔ وَاضْرِبُوْهُنَّ (اور ان کو مارو) جس کا نشان نہ پڑے اللہ تعالیٰ نے اولاً نصیحت کا حکم فرمایا پھر خوابگاہوں میں ان سے علیحدگی اختیار کر لینے اور آخر میں ضرب کا حکم فرمایا۔ گویا پہلی دونوں صورتیں نہ بن پڑیں تو تب تیسری اختیار کی جائے۔[49]

قاضی ثناءاللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

> سزا بقدر جرم ہو۔ اگر صرف علامات نشوز موجود ہوں عورت بد خلقی اور بد دماغی کا اظہار کرنے لگے تو اس کو صرف زبانی نصیحت کر دی جائے لیکن اگر نافرمانی کرنے لگے تو ترک تعلق کر لے اس پر بھی اگر نہ مانے اور نافرمانی کرتی ہی رہے تو بقدر نافرمانی مارے یہاں تک کہ اگر اس سے زنا کا ظہور ہو جائے یا فرض نماز روزہ کی تارک ہو یا غسل جنابت اور غسل حیض نہ کرے تو مارے اور بند کر دے کہ وہ اپنی حرکت سے باز آجائے لیکن اگر نافرمانی اس سے کم درجہ کی ہو اور زبانی نصیحت سے کوئی نتیجہ نہ نکلا ہو اور ترک تعلق سے بھی عورت نے اپنی سرتابی نہ چھوڑی ہو تو ہلکی مار مارے کہ نشان نہ ابھرے۔[50]

ایسا نہیں ہے کہ اسلام نے عورتوں کو مارنے کی اجازت دی ہے تو جب دل چاہے معمولی باتوں پر بھی طیش میں آکر ہاتھ اٹھا لیا جائے۔ بلکہ اس کے لیے اس حکیم کل نے حکمت سے کام لیتے ہوئے انسانی نفسیات کے پیش نظر تادیب برائے اصلاح کا ایک نہایت جامع اسلوب بتادیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ایک گھنٹہ تو پیار سے سمجھاؤ اور پھر دس منٹ کے لیے بستر چھوڑ دو۔ اور مزید دس منٹ کے بعد ڈنڈے برسانا شروع کر دو اور ایک رات میں بھانڈا پھوڑ دو۔

پہلے تو احسن انداز میں اسے سمجھایا جائے، یعنی کہ کونسلنگ (Councling) کی جائے۔ تحمل سے اس کا مؤقف سنا جائے اور حکمت کے ساتھ اپنی دلیل پیش کی جائے۔ بیوی کے اعتراضات یا اس کے سوالات کا تسلی بخش جواب دیتے ہوئے اس کی ذہن سازی کی جائے۔ اگر یہ طریقہ کام نہ کرے تو پھر نفسیاتی حربہ اپنایا جائے۔ اور اس سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے خواب گاہ مین لاتعلقی برتی جائے۔ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں یعنی سلائے تو بستر ہی پر مگر خود اس سے کروٹ موڑ لے اور مجامعت نہ کرے، بات چیت اور کلام بھی ترک کر سکتا ہے اور یہ عورت کی بڑی بھاری سزا ہے۔[51]

یعنی باقی سارے فرائض ادا کرو۔ ان کی ضروریات زندگی پوری کرو اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ صرف خواب گاہ میں الگ رہو اور یہ جدائی بستر کی حد تک ہو کمرے کی حد تک نہ ہو۔ کیونکہ لفظ، ک "مضاجع" کا یہی تقاضا ہے۔ یعنی روٹھ جانے

والی بو کی جس کو تم نے حسن سلوک اور پیار و محبت سے منانے کی کوشش کی اگر وہ نہیں مانی تو اس کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم بھی اس سے ایک حد تک روٹھ جاؤ لیکن تمہارا یہ روٹھنا اس حد تک محدود رہے اس سے آگے تجاوز نہ کرے۔ پھر سمجھ لو کہ روٹھنے کی حد کیا ہے ؟ صرف اور صرف یہ کہ ایک جگہ ایک کمرہ تنہائی میں رہتے ہوئے بیوی کے بستر سے الگ رہو اور علاوہ ازیں سارے معاملات میں اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ یہ گویا ایک ایسا راز ہے جو میاں بیوی کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا اور کسی کو جاننا بھی نہیں چاہیے۔[52]

بعض مفسرین فرماتے ہیں ساتھ سلانا ہی چھوڑ دے،[53] حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سوال ہوتا ہے کہ عورت کا حق اس کے میاں پر کیا ہے ؟ فرمایا یہ کہ جب تو کھا تو اسے بھی کھلا جب تو پہن تو اسے بھی پہنا اس کے منہ پر نہ مار گالیاں نہ دے اور نہ اسے چھوڑ و مگر گھر میں (یعنی گھر میں ہی اسے اپنے بستر سے علیحدہ سلاؤ۔ گھر سے نکالو نہیں۔[54] یعنی کہ غصہ میں اگر تو اس سے بطور سزا بات چیت ترک بھی کر دے تو بھی اسے گھر سے نہ نکال۔

البتہ عورتوں کو خواب گاہ سے علیحدہ کرنے کے اپنے مخصوص قواعد اور آداب ہیں۔ وہ یہ کہ خوابگاہ کے علاوہ عورت کے ساتھ دوسرے تعلقات بحال رہیں۔ مرد صرف خوابگاہ میں اس سے علیحدہ رہے۔ نیز بچوں پر میاں بیوی کے درمیان ہونے والی یہ کشیدگی ظاہر نہ ہو تا کہ ان پر نفسیاتی طور پر برے اثرات نہ پڑیں۔ نیز غیر لوگوں کے سامنے کوئی جدائی یا کشیدگی نہ ہو، جس کے نتیجے میں عورت کی تذلیل ہو یا اس کی عزت نفس مجروح ہو اور وہ زیادہ سرکشی اختیار کرے کیونکہ مقصد تو یہ ہے کہ وہ سرکشی سے باز آجائے۔ اصل مقصد عورت کی تذلیل نہیں ہے اور نہ بچوں کو خلجان کا شکار کر کے انہیں خراب کرنا مطلوب ہے۔ اس دوسرے اقدام میں ان دونوں امور کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

بیوی کو مارنے کی شرعی حدود و قیود

توجہ طلب بات یہ ہے کہ اسلام نے بہت ناگزیر حالات میں شوہر کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ نہایت معمولی جسمانی سزا اپنی بیوی کو دے اور اس سزا کا مقصود محض تادیب ہے نہ کہ تشدد۔ اور اس معاملہ میں حد سے زیادہ احتیاط برتنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے یہ بھی فرمایا:

"فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ." [55]

”عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انہیں اللہ کی امان میں لیا ہے اور ان کی شرم گاہیں تمہارے لیے اللہ کا کلمہ کے ذریعے حلال ہوئی ہیں۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر ایسے

کسی شخص کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی مار مارو کہ اس کے جسم پر کوئی نشان ظاہر نہ ہو اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ انہیں دستور کے مطابق کھانا کپڑا دو۔"

اس حدیث کے الفاظ "ضرب غیر مبرّح" سے مراد سخت چوٹ کے ہیں۔ حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔[56]

حضرت ابن عباسؓ سے ان کے شاگرد عطاؒ نے دریافت کیا "ضرب غیر مبرّح" سے مراد کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: مسواک جیسی چیز سے مارنا۔[57]

اس مار کا مارنا عورت کو اذیت دینے کے لیے نہیں بلکہ اس کی اصلاح کے لیے ہے۔ اس اصلاح کے لیے جو حکمت عملی اپنائی جائے اس کے لیے علماء نے تدریجی پہلو کی نشاندہی کی ہے۔ علامہ ابن الجوزیؒ بعض اصحاب علم کا یہ قول نقل کرتے ہیں:[58]

> **الآية على الترتيب فالوعظ عند خوف النشوز، والهجر عند ظهور النشوزو الضرب عند تكرّره واللجاج فيه، ولا يجوز الضرب عند ابتداء النشوز۔[59]**
>
> آیت میں ترتیب ہے۔ سمجھایا اس وقت جائے گا جب سرکشی کا اندیشہ ہو۔ تنہا اس وقت چھوڑا جائے گا جب سرکشی کا اظہار ہو اور مار ا اس وقت جائے گا جب سرکشی کا بار بار اعادہ ہو اور عورت مستقل اس کا ارتکاب کرنے لگے۔ سرکشی کی ابتداء ہی میں مارنا جائز نہیں۔

ان اقدامات سے یہ مقصود نہیں ہے کہ مرد اٹھے اور عورت کو کچل کر رکھ دے' جب بھی وہ عورت کی جانب سے نافرمانی کا خطرہ محسوس کرے اسے خوب پیٹے اور اسے بھی واپس لا کر ایک کتے کی طرح زنجیر سے جکڑ دے۔[60] یعنی کہ اگر مارنے کی نوبت آ ہی جائے اور تم ایسا اقدام کر بھی سکتے ہو تو ہاتھ چلاتے وقت اس بات کا خیال رکھو کہ کس پر ہاتھ چلا رہے ہو۔ غصہ میں آ کر آپے سے باہر نہ ہو جاؤ۔ اپنا کنٹرول درست کرو۔ تادیبی طور پر مجبوری لاحق ہو تو اس کے منہ پر مت مارو۔ ایسا مت مارو کہ اس کے جسم کے کسی حصہ کا کوئی نقصان ہو۔[61]

آیت مبارکہ کے آخر پر ﴿إِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾ کے الفاظ خاوندوں کو اشارہ ہے کہ نرمی اختیار کریں اور تواضع کا مظاہرہ کریں یعنی اگر تم عورتوں پر قادر ہو تو تم اللہ کی قدرت کو یاد کرو، اس کا دست قدرت، ہر ہاتھ سے بلند ہے پس کوئی شخص اپنی بیوی پر بلندی نہ چاہیے اللہ تعالیٰ سب کچھ تاڑ رہا ہے یہاں علو اور کبر کی صفات کا ذکر کرنا بہتر ہے۔[62]

مقصد یہ ہے کہ اگر اس سہ تدبیری کورس سے کسی تدبیر کے صلہ میں بھی وہ تمہاری بات ماننے لگی ہیں تو اب تم بھی زیادہ بال کی کھال نہ اتارو اور اس کمزور پہلو کی طرف دوبارہ مت آؤ اور کوئی ایسی بات مت کرو جس سے بجھی ہوئی آگ دوبارہ دھکنا شروع ہو جائے۔ کسی طرح کی الزام تراشی میں مت لگو بلکہ چشم پوشی سے کام لو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر اللہ نے عورتوں پر تم کو ایک درجہ دیا ہے تو اس سے تمہیں نرم ہونا چاہیے نہ کہ سخت کیونکہ درجات کی بلندی نرمی میں پوشیدہ کر دی گئی ہے اور خادم القوم مخدومھم کے جملہ سے سبق سیکھو کہ مخدوم کہلانے کا حق دار وہی ہے جو خود خادم ہے۔ پھر غور کرو ایسا کیوں ہے کہ پھل

دار ٹھنی جھک کر رہتی ہے ؟ ایسا کیوں ہے کہ بھرا ہوا برتن کم بجتا ہے۔[63]
اس حکم کے بارے میں مولانا عبد الماجد دریابادیؒ لکھتے ہیں:

> قرآن کا خطاب ظاہر ہے، لیکن اسے بار بار یاد کر لینے کی ضرورت ہے، کہ کسی ایک طبقہ، کسی ایک قوم، کسی ایک تمدن سے نہیں، اس کے مخاطب۔۔۔ ہر طبقہ، ہر سطح، ہر ذہنیت کے لوگ پہلی صدی ہجری سے لے کر قیامت تک ہر زمانے اور ہر دور والے ہیں اور اس کے احکام و مسائل میں لحاظ ہر انسانی ضرورت اور بشری ماحول کا کر لیا گیا ہے، چناچہ یہ مشاہدہ ہے کہ بہت سے معاشرے اور طبقے ایسے ہیں جہاں عورت کے لیے جسمانی سزائیں عام ہیں، علاج کی یہ صورت ظاہر ہے انہی طبقوں کے لیے ہے، پھر اتنی اجازت بھی ضرورت پڑنے ہی پر ہے، ورنہ سیاق عبارت نرمی ہی کی سفارش کر رہا ہے۔۔۔ قرآن میں اس حکم کا ملنا قرآن کے حق میں ذرا بھی مضر نہیں، جیسا کہ یورپ زدہ مسلمان سمجھ رہے ہیں، بلکہ یہ تو عین دلیل ہے اس کی کہ قرآن مجید کے احکام ہر طبقہ اور مزاج اور ہر سطح انسانی کے لیے ہیں۔[64]

یہ تادیبی اختیارات ہیں جو مرد کو دیئے گئے ہیں اور یہ اسی صورت میں استعمال کرنے کے لیے ہیں جبکہ عورت سرتابی کرنے لگے، عورت کی طرف سے ہر قسم کی کوتاہی اور غلطی پر سخت قدم اٹھانا صحیح نہیں ہے زدوکوب کے سلسلہ میں حدیث میں ہدایت کی گئی ہے کہ اس طرح نہیں مارنا چاہیے کہ عورت کو تکلیف پہنچے یا اس کے جسم پر نشان پڑ جائے۔ عورت کو اخلاقی حدود میں رکھنے اور گھر کے نظام کو درست رکھنے کے لیے مرد کو ان اختیارات کا دیا جانا ضروری تھا لیکن اس کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہے کہ مرد ان اختیارات کو من مانے طریقے پر Arbitrarily استعمال کرے۔ آیت کے آخر میں اللہ کی یہ صفت کہ وہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے کا حوالہ مرد کو یہ احساس دلانے کے لیے ہے کہ وہ اپنی قوامیت کے زعم میں عورت پر زیادتی نہ کرے بلکہ یاد رکھے کہ ایک بلند و بالا ہستی اس کے اوپر موجود ہے۔[65]

یہ صرف مارنے کی اجازت ہے مارنے کا وجوب نہیں ہے کہ ضرور مارو، پھر مارنے سے یہ مراد نہیں کہ مار مار کر ان کی چمڑی ادھیڑ دو اور ہڈیاں توڑ دو یا جسم پہ نشان لگا دو۔ جو مرد اپنی عورتوں کو ڈنڈوں، جوتوں اور لاتوں سے مارتے ہیں وہ بہت احمق و نادان ہیں اور حرام کا ارتکاب کرتے ہیں، عورت کو اختیار ہے کہ ایسے شوہر کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرے۔[66] کیونکہ اسلام میں ایسے طرز عمل کی اجازت ہرگز نہیں دی گئی۔ اگرچہ انسانوں میں بعض خاندانوں کے اندر ایسی عادات پائی جاتی ہیں لیکن مرد و زن کے مابین ایسا سلوک اور ایسا تعلق محض اس لیے پیدا ہوا کہ پوری انسانیت نے اپنے اصل مقام کو چھوڑ دیا۔ یہ اس لیے نہ تھا کہ مرد زن میں سے کوئی ایک غلطی پر تھا۔ لیکن جب اسلامی معاشرہ صحیح طرح قائم ہوگا تو اس میں صورت حال بالکل مختلف ہوگی اور اس میں تادیب کے اغراض و مقاصد بھی مختلف ہوں گے۔[67]

دین اسلام ایک کامل دین ہے اس کے تمام احکامات و تعلیمات میں توازن واعتدال موجود ہے۔ اسلام صنف نازک پر ظلم و تشدد کی اجازت نہیں دیتا لیکن ساتھ ہی اسلام یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ عورت سرکشی و نافرمانی کی روش اختیار کرے۔ تاہم اسلام شوہر کو اس کی بیوی سے محبت و الفت اور نرمی کا برتاؤ کرنے کی تلقین کرتا ہے اور یہ حق بھی دیتا ہے کی اگر مرد اپنی بیوی میں سرکشی کا عنصر پائے تو اس کی سرزنش کرے۔

اس تمام تر گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام نے اگرچہ مردوں کو نہایت ناگزیر حالات میں بیویوں کو تنبیہ کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن ان کے ساتھ حسن سلوک اور نرمی کا رویہ اختیار کرنے کا حکم پہلے ہے۔ تاکہ تشدد اور ظلم و زیادتی کی نوبت ہی نہ آئے اور خوش اسلوبی سے گھریلو معاملات حل ہو جائیں۔

خواتین کی مار پیٹ کرنے میں بعض حضرات خاصے شہرت رکھتے تھے ان میں ایک صحابی حضرت ابو جہم بن حذیفہؓ قریشی تھے وہ طبعاً سخت مزاج تھے صحیح مسلم کی روایت ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمہؓ بنت قیس فہری کو نکاح کا پیغام دیا تو حضرت فاطمہؓ نے اس بارے میں آپ ﷺ سے مشاورت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابو جہم تو اپنے کاندھے سے لاٹھی کو علیحدہ نہیں کرتے۔ لہذا آپ ﷺ نے انہیں ابو جہم سے نکاح کرنے کی رائے نہ دی۔[68]

حضرت ابو جہم کے اس خاص واقعہ میں بھی رسول اکرم ﷺ کی حکمت و فراست اور خاتون اسلام کے لئے مہر و محبت جھلکتی ہے۔ ایک خاتون نازک مزاج کو ایسے درشت خو شخص سے زن و شو کا تعلق ہی استوار کرنے کا مشورہ نہیں دیا جو بیویوں کو مارنے پیٹنے اور زدو کوب کرنے میں شہرت عام رکھتے تھے۔ فقہی اصطلاح میں اسی کو سد ذرائع کہتے ہیں اور شرافت کی زبان میں نصیحت و خیر خواہی جو ہر مومن و مسلم کے ایمان کی کسوٹی ہے۔[69]

> " مثبت اور منفی دونوں قسم کے احکام میں جو اخلاقی پہلو ہے وہ بہت اہم ہے۔ قانون و سزا سے انسداد جرائم بس ایک حد تک ہی ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے۔ اصل چیز اخلاقی تربیت ہے جو برے اور ناپسندیدہ کام کرنے سے روکتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی حکیمانہ تعلیمات کا یہی زریں پہلو ہے جو انتقامی مزاج والوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔[70]

اس طبقہ شوہراں میں یہ نفسیاتی مرض پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ بیویوں کو پیر کی جوتیاں سمجھتے ہیں، رفیق حیات اور شریک مسرت نہیں۔ ان کے شوہرانہ تکبر کی تسکین ہی بیویوں کو زدو کوب کرنے یا تذلیل و تحقیر کے دوسرے انداز اختیار کرنے سے ملتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے عمل سے اپنے اور اپنے فرمان سے بھی ان مغروروں کو مہر و محبت کا سلوک کرنے کی تعلیم و تربیت دی جو بیشتر بلکہ غالب مسلم آبادی کا مقدر بنی۔ چند درشت خو اور سخت مزاج شوہروں کو ان خاص واقعات کے نتیجے میں احکام واحوال نے سیدھا کر دیا۔ بہر حال خواتین، عورتوں، لڑکیوں اور بچیوں کو ان کا جائز حق اور باعزت مقام دلایا گیا اور ان کو نازک آبگینے قرار دیا گیا کہ ذرا سی ٹھیس ان میں بال ڈال سکتی ہے اور ٹھوکر تو ان کو چور چور کر سکتی ہے۔[71]

جہان نسواں کی یہ شکایات وتکالیف آفاقی رہی ہیں۔ وہ بنیادی طور سے مردوں اور شوہروں کے ظلم وجبر کی کہانی سناتی ہیں۔ کبھی کبھی بیویاں بھی حکم عدولی، نافرمانی اور بے احتیاطی کر کے سماجی جبر کو دعوت دیتی ہیں۔ لیکن یہ دونوں طرف کی زیادتی اور ظلم کی ایک محدود تصویر ہے۔ بیشتر مردوں اور بیویوں کے تعلقات بہتر ہوتے ہیں اور ان ہی کے سبب معاشرہ بر قرار اور ارتقاء پذیر رہتا ہے اور سکون خاطر سے بہر مند بھی۔ لیکن چند بد نما واقعات پورے معاشرے کی بدنامی اور کردار کشی کا باعث بن جاتے ہیں کیونکہ شر وفساد کی چند چنگاریاں پورے چمن کی شادابی برباد کر دیتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے خواتین ،بیویوں اور نازک آبگینوں کے تحفظ ہی کی نہیں ان کی فلاح وبہبود اور ان کے سکون کی خاطر کی سبیل بھی نکالی اور ان کی شکایات کا ازالہ کیا۔ آج بھی یہ شکایات جہان نسواں کو ہیں اور زیادہ شدومد کے ساتھ ہیں کیونکہ مردانہ سماج نے ان معاملات میں اسلامی عدل ومہر کو بھلادیا ہے [72]

پاکستان میں انسداد گھریلو تشدد کے لیے قانون سازی

اسلام نے عورت کو ایک بلند مقام عطا فرمایا اور اس کے حقوق کا تحفظ بھی کیا۔ صنف نازک کو مرد کے تحفظ میں تو دیتے ہوئے ان نازک آبگینوں کی حفاظت کا مکمل اہتمام فرمایا۔ لیکن پھر بھی عورت مشرق ہو یا مغرب ہر جگہ غیر محفوظ اور تشدد کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ جو اس وقت عالمی صورتحال ہے اس میں اسلام کو قدامت پسند اور انتہا پسند مذہب بنا کر پیش کیا جارہا ہے اور ہر طرح سے یہ باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ اسلام ہی عورت کی زبوں حالی کا ذمہ دار ہے۔ مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے حقیقت اس کے برعکس ہے اسلام تو عورتوں پر جسمانی تشدد اور زیادتی کی نہ صرف مذمت کرتا ہے بلکہ اسے قابل مؤاخذہ بھی قرار دیتا ہے۔ آج اسلامی معاشروں کی صورتحال کم وبیش ایک جیسی ہے۔ پسماندگی اور مسائل کا شکار یہ ممالک ترقی کی دوڑ میں مغرب کا ساتھ دینے کی کوشش میں ہلکان ہوئے جارہے ہیں۔ تربیت کی کمی، اسلامی تعلیمات سے عدم واقفیت، مسائل کی بھرمار، اور مادہ پرستی کی دوڑ نے سب کو ایک طرح کے خلجان میں مبتلا کر کے رکھ دیا ہے۔ اس سماجی اضطرب، بے چینی اور بے سکونی کی کیفیت نے جارحیت پسندی کو فروغ دیا ہے۔ ہر کوئی اپنے حالات سے غیر مطمئن اور نالاں نظر آتا ہے۔ خواہشات کے طوفان اور توقعات کے بلند مینار مجموعی طور پر پورے معاشرے کو ہوش وخرد سے بیگانہ بنائے ہوئے ہیں۔ رویے برداشت، تحمل، قناعت، صبر وشکر جیسی صفات سے عاری ہوتے جارہے ہیں۔ یہی وہ وجہ ہے جو معاشرے میں انتہا پسندی تشدد اور جرائم کو فروغ دینے کا سبب بن رہی ہے۔ پاکستانی نمائندگان پارلیمنٹ نے قانون برائے تحفظ نسواں ایکٹ ء 2004 منظور کیا، جس میں حدود آرڈیننس کے حوالے سے ترامیم کی گئیں۔ اس ایکٹ کو باقاعدہ منظور پرویز مشرف نے کیا تھا اس قانون کے تحت پاکستانی پارلیمان نے خواتین کے استحصال، جبری یا قرآن سے شادی، ونی اور حق وراثت سے محرومی کے بارے میں جرائم کا تعین کیا کہ مجرموں کو دس دس برس قید اور دس لاکھ تک جرمانے کی سزادی جائے گی اور یہ جرائم ناقابل ضمانت ہوں گے۔[73] اس کے علاوہ ۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء میں مسلسل گھریلو تشدد کے خاتمے کے لیے بل پیش کیے گئے ہیں، جن کو مارچ ۲۰۱۲ میں قومی اسمبلی نے بالآخر پاس کیا، لیکن اس بل کی بھی بہت سی شقیں توجہ طلب ہیں۔ پنجاب میں خواتین کے لئے باقاعدہ قانون سازی کر کے تحفظ

نسواں بل ۲۰۱۵ء کی منظوری دی گئی ہے جس میں گھریلو تشدد کو روکنے کے لیے بھی خاصے اقدامات تجویز کیے گئے تھے جن میں سے ایک مردوں کو ٹریکر پہنانے کی تجویز بھی تھی۔

2016ء میں کریمنل لاء ایکٹ میں ترمیم کی گئی اور خواتین کے حقوق کے تحفظ کی جانب ایک اور اہم قدم اٹھایا گیا۔ جو ریپ اور قتل غیرت سے متعلق تھا۔ اس نئے قانون کے ذریعے متاثرہ خاتون کو قانونی امداد اور ریپ کیسز میں ڈی این اے ٹیسٹ لازمی کروانا شامل تھے۔ اس قانون میں ریپ زدہ خاتون اور جسمانی ہراساں ہونے والی خاتون کا زبانی ریکارڈ خاتون پولیس آفیسر کی موجودگی میں ریکارڈ کروانا لازمی قرار پایا۔[74]

مزید اس قانون میں جدید ٹیکنالوجی کو بھی دستاویزی شہادت کا حصہ قرار دیا گیا جس میں وڈیو لنک، آن لائن وغیرہ۔ قومی سطح پر اس طرح کی قانون سازی کی طرح صوبائی سطح پر بھی قانون سازی کی گئی۔ جن میں سے اہم ذیل میں ذکر کی گئی ہیں:

پنجاب میں خواتین پر تشدد کے خلاف منظور شدہ قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے ویمن پروٹیکشن اتھارٹی کے نام سے ایک الگ ادارہ بنایا گیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت صوبے بھر کے ہر ضلع میں ویمن پروٹیکشن کمیٹیاں تشکیل دینے کے ساتھ ساتھ انسداد تشدد مراکز برائے خواتین قائم کیے جارہے ہیں۔ ان مراکز کا مقصد حقوق نسواں بل پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے ساتھ ساتھ قانونی چارہ جوئی اور اس دوران پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے میں خواتین کی معاونت کرنا ہے۔ اس پروگرام کے تحت حال ہی میں ملتان میں جنوبی ایشیاء کے پہلے انسداد تشدد مرکز برائے خواتین کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ مارچ 2012ء میں خواتین کے حوالے سے پنجاب اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ جس کو باقاعدہ قانون سازی کے بعد 2015ء میں نافذ کیا گیا۔ اس میں گھریلو تشدد کی روک تھام کے لیے مردوں کو ٹریکر پہنانے کی سفارش کی گئی اور صوبے بھر میں ویمن پروٹیکشن اتھارٹی کے نام سے الگ اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا مقصد عورتوں کے حقوق کا تحفظ اور اس بل پر عملدرآمد کو یقینی بنانا تھا۔[75]

صوبہ پنجاب کی مانند سندھ اور خیر پختونخواہ میں بھی باقاعدہ قانون سازی کی گئی۔ جس میں پاکستان پینل کوڈ 1860ء کے تحت تشدد کرنے والے مرد کو تین ماہ قید اور 30 ہزار جرمانہ کیا جائے گا۔[76]

خلاصہ کلام

خواتین پر تشدد کے پیچھے سب سے بڑا محرک وہ فرسٹریشن ہے جس میں پورا معاشرہ مبتلا ہے۔ بے چینی، عدم اطمینان، اضطراب اس مادیت پرستانہ دور کی سوغاتیں ہیں۔ اسی مادیت پرستی نے انسان کو انسانیت کے مقام سے نیچے گرا دیا ہے۔ ایسی حالت کو نفسیات کی زبان میں Sadistic Personality Disorder کا نام دیا جاتا ہے۔ ماہرین نفسیات کے مطابق یہ ایک ایسی کیفیت ہوتی ہے جس میں فرد اپنے سے کمزور پر اپنی طاقت کا استعمال کر کے ذہنی اطمینان حاصل کرتا ہے۔ یہ کیفیت ہر انسان میں پائی جاتی ہے، ایک نارمل انسان میں اس کی شرح ۴ فیصد تک ہو سکتی ہے لیکن موجودہ سماجی حالات اور مسائل کے تناظر میں اس کی شرح بڑھ کر ۶ فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ اس کیفیت کے زیر اثر انسان اپنے سے کمزور یا اپنے ماتحت افراد پر چیخ چلا کر یا گالم

گلوچ اور مار پیٹ کر کے اپنے ذہنی اضطراب کو دور کر کے سکون حاصل کرتا ہے۔ خواتین چونکہ طبعی لحاظ سے مردوں سے کمزور ہوتی ہیں لہٰذا مردوں کی جانب سے خواتین پر تشدد ہمیں غیر مہذب پسماندہ معاشروں سے لے کر مہذب اور ترقی یافتہ معاشروں میں یکساں دیکھنے کو ملتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکمران طبقہ اپنی ذمہ داریوں کو پہچانتے ہوئے مسائل کے خاتمہ کی کوشش کرے، تعلیم صحیح معنوں میں افراد سازی کا کام کرے، تعلیمی اداروں سے ڈگری ہولڈر کی بجائے مہذب اور سلجھے ہوئے افراد تیار ہو کر نکلیں۔ منبر اور مسجد اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔ والدین اولاد اور بالخصوص بیٹوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دیں۔ کیونکہ قوانین جرائم کو روکنے میں اس قدر مؤثر نہیں ہو سکتے جس قدر انسان کی تربیت کارگر ثابت ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] http://www.usdoj.gov/domviolence.htm

[2] http://www.cafcass.gov.uk/English/Publications/consultation/04DecDV%20policy.pdf

[3] Awan, Mohabbat Ḥusain, Islām, Qānūn aur Mazlūm Pākistānī Aurat (Karāchī: Maktaba al-Bukhārī, 2002), 176

[4] Mahmūd, Zāhid, Gharīlū Tashaddud: Wajūhāt, Asrāt aur Insidād (Lāhaur: Nigarishāt Publishers, 2006), 21.

[5] Mahmūd, Gharīlū Tashaddud, 21.

[6]-, Mahmūd, Gharīlū Tashaddud, 25

[7] :-Awan, Islām, Qānūn aur Mazlūm Pākistānī Aurat, 175

[8]- Awan, Islām, Qānūn aur Mazlūm Pākistānī Aurat, 172

[9] Awan, Islām, Qānūn aur Mazlūm Pākistānī Aurat, 172

[10] National Violence against women survey (2002) available at: http://www.ojp.gov/nij/pubs-sum/18378/.htm

[11] National Violence against women survey (2002) available at: http://www.ojp.gov/nij/pubs-sum/18378/.htm

[12] https://www.womensaid.org.uk

[13] https://www.womensaid.org.uk

[14] Nadwī, Muḥammad Raḍī al-Islām, Akīsawīn Ṣadī ke Samājī Masā'il aur Islām (Nayī Dillī: Markazī Maktaba Islāmī Publishers, 2014), 161.

[15] National Violence against women survey(2000) available at http://www.ojp.gov/nij/pubs-sum/183781.htm

[16]US Deptt. Of justice NCJ 207846,Bureau of justice statistics ,Family violence Statistics: including on stranger and Acquaintance, at 31-32(2005) available at http://www.ojp.usdoj.gov/bjs/pub/pdf/fvs.pdf

[17] http://www/ojp.gov./nij/pubs-sum/183781/htm

[18] :Nadwī, Akīsawīn Ṣadī ke Samājī Masā'il aur Islām, 162.

[19]:Awan, Islām, Qānūn aur Mazlūm Pākistānī Aurat, 176

[20]:https://www.express.pk/story/2750161/gender-based-violence-in-pakistan-more-than-36000-cases-reported-in-2024-2750161،retrieved on : 3:02:2025

[21] - http://www.unwomen.org

[22]: ibid

[23] Aurton ke liye Aalami Mansooba Bandi aur Hamari Zimmedariyan, pp: 45

[24]: http://www.un.org

[25]: http://www.includegender.org

[26]: http://www.unbp.org

[27] : https://sustainabledevelopment.un.org

[28]:Al-Rūm, 30:21

[29] : Al-Baqarah, 2:228

[30]:Al-Nisā', 4:34

[31] Al-Nisā', 4:34

[32] Abū Dāwūd, Al-Sunan, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb fī Ḥaqq al-Mar'ah ʿalā Zaujihā, Ḥadīth no. 2143

[33] : Bukhārī, Adab al-Mufrad, Kitāb, Bāb al-Mizāḥ, Ḥadīth no. 264

[34]: Bukhārī, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb Mā Yukrahu min Ḍarb al-Nisā', Ḥadīth no. 5240

[35] : Abū Dāwūd, Al-Sunan, Kitāb al-Ṭahārah, Bāb fī al-Istithnā', Ḥadīth no. 142

[36] : Al-Nisā', 4:34

[37] : Taysīr al-Qur'ān, Tafsīr Al-Nisā', 4:34, 1:330

[38] : Pānīpatī, Thanā' Allāh, Qāḍī, Tafsīr Maẓharī, Tafsīr Al-Nisā', 4:34 (Pākistān: Maktaba al-Rashīdīyah, 1979), 1:463

[39] : Mufradāt al-Qur'ān, Tafsīr Al-Nisā', 4:34

[40] : Madārik al-Tanzīl, Tafsīr Al-Nisā', 4:34

[41] : Ẓilāl al-Qur'ān, Tafsīr Al-Nisā', 4:34

[42]: Al-Bayān, Tafsīr Al-Nisā', 4:34

[43]: Al-Tirmidhī, Al-Sunan, Abwāb al-Raḍāʿ, Bāb fī Ḥaqq al -Mar'ah ʿalā Zaujihā, Ḥadīth no. 1162
[44]: Rashīd Raḍhā, Shaykh, Tafsīr al-Manār, 5:76
Nisā', 4:34-Qur'ān, Tafsīr Al-Raḥmān, Mawlānā, Taysīr al-: Kīlānī, ʿAbd al [45]
[46] : Kīlānī, Taysīr al-Qur'ān, Tafsīr Al-Nisā', 4:34
[47]: Rūḥ al-Maʿānī, 5:25
[48]: Madārik al-Tanzīl, Tafsīr Al-Nisā', 4:34
[49] : Mawḍiḥ al-Qur'ān, Tafsīr Al-Nisā', 4:34
[50]: Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm, Tafsīr Al-Nisā', 4:34
[51] : Atharī, ʿAbd al-Karīm, ʿUrwat al-Wuthqā, Tafsīr Al-Nisā', 4:34
[52]:: Ibn Kathīr, Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm, Tafsīr Al-Nisā', 4:34
[53]: Abū Dāwūd, Al-Sunan, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb fī Ḥaqq al-Mar'ah ʿalā Zaujihā, Ḥadīth no. 2142
[54]: Muslim, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Ḥajj, Bāb Ḥijjat al-Nabī, Ḥadīth no. 1218
[55]: Ibn al-Athīr, Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Muḥammad ibn ʿAbd al-Karīm al-Jazarī, Al-Nihāyah fī Gharīb al-Ḥadīth wa al-Athar, 1:70
[56] : Ibn ʿAṭiyyah, ʿAbd al-Ḥaqq ibn Ghālib, Al-Muḥarrar al-Wajīz fī Tafsīr al-Kitāb al-ʿAzīz (Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah), 2:48
[57] : Ibn al-ʿArabī al-Mālikī, Aḥkām al-Qur'ān, 1:175
[58]: Zād al-Masīr fī ʿIlm al-Tafsīr, 2:79
[59] : Sayyid Quṭb, Fī Ẓilāl al-Qur'ān, Tafsīr Al-Nisā', 4:34
[60] : Atharī, ʿUrwat al-Wuthqā, Tafsīr Al-Nisā', 4:34
[61] : Al-Jāmiʿ li Aḥkām al-Qur'ān, Tafsīr Al-Nisā', 4:34
[62] : Atharī, ʿUrwat al-Wuthqā, Tafsīr Al-Nisā', 4:34
[63] : Daryābādī, ʿAbd al-Mājid, Tafsīr Mājidī (Lucknow: Majlis Taḥqīqāt wa Nashriyāt Islām, 2008), 1:733
[64] : Daʿwat al-Qur'ān, Tafsīr Al-Nisā', 4:34
[65]: Burhān al-Qur'ān, Tafsīr Al-Nisā', 4:34
[66]: Sayyid Quṭb, Ẓilāl al-Qur'ān, Tafsīr Al-Nisā', 4:34
[67] : Muslim, Al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Ṭalāq, Bāb al-Muṭallaqah Thalāthan lā Nafaqah Lahā, Ḥadīth no. 3697
[68] : Al-Nabī Akram (PBUH) aur Khawātīn: Aik Samājī Muṭāliʿah, 180
[69] : Ibid, 180
[70]: Ibid, 183
: Ibid, 186,[71]
[72]: "Gender-Based Violence in Pakistan," State Views, retrieved on: August 6, 2019, available at: https://stateviews.pk/263747/ retrieved at: 06.08.2019

[73]: Dawn News, October 7, 2016
[74]: "News Report," Dawn News, retrieved on: August 5, 2019, available at: https://www.dawnnews.tv/news/1055426
[75]: "News Article," Daily Ausaf, February 2019, available at: https://dailyausaf.com/article/pakistan-201902-1573.html